Regd. No. L. 5256

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۲۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

فی پرچہ ۱۰/

یوم سہ شنبہ — ۲۰ ربیع الاول ۱۳۷۷ھ

جلد ۴۶/۱۱ — ۱۵ اخاء ۱۳۳۶ھش — ۱۵ اکتوبر ۱۹۵۷ء — نمبر ۲۲۳

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۴ اکتوبر۔ جیساکہ پہلے بھی اطلاع شائع ہو چکی ہے آج کل سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت نقرس کی تکلیف کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب حضور ایدہ اللہ کی صحت وسلامتی اور درازی عمر کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

— حضرت مرزا شریف احمد صاحب سلمہ ربہ کی طبیعت بفضلہ تعالےٰ اچھی ہے الحمد للہ

— حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری کو گذشتہ دنوں سرد ہوا چلنے کی وجہ سے قدرے شکایت پیدا ہو گئی۔ لیکن بفضلہ تعالےٰ صحت ترقی کر رہی ہے۔ ورم اب بہت خفیف رہ گیا ہے۔ البتہ بیٹھ سکنے کی نوبت ابھی تک نہیں آئی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ آپ کو صحت عطا فرمائے۔ آمین

خدام الاحمدیہ کے سترھویں سالانہ اجتماع سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا

روح پرور خطاب

اِس زمانہ میں ہمارے سپرد وہی کام کیا گیا ہے جو چودہ سو سال قبل رسول کریمؐ کے صحابہؓ کے سپرد کیا گیا تھا

ہمارا فرض ہے کہ ہم اسلام کی خاطر قربانی و ایثار اور فدائیت کا وہی نمونہ دکھائیں جو صحابہ کرامؓ نے دکھایا

دنیا کے چپہ چپہ پر مسجد بنا کر خدائے واحد کا نام بلند کرنا ہمارا کام ہے اور یہ ہمکو ہی سرانجام دینا ہے

ربوہ ۱۴ اکتوبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے کل صبح خدام الاحمدیہ کے سترھویں سالانہ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے احمدی نوجوانوں کو اس طرف توجہ دلائی کہ اِس زمانے میں ان کے سپرد وہی کام کیا گیا ہے۔ جو آج سے چودہ سو سال قبل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے سپرد کیا گیا تھا۔ حضور نے فرمایا جس اخلاص اور جوش کے ساتھ انہوں نے اپنی ذمہ داریوں کو ادا کیا اور اس راہ میں ہنسی خوشی تکالیف اٹھا کر عشق و محبت اور فدائیت کا بے مثال نمونہ دکھایا۔ اِس زمانہ میں اُسی نمونے کو پھر زندہ کر دکھانا اور نسلاً بعد نسلٍ اسے زندہ رکھتے چلے جانا تمہارا فرض ہے۔ جس طرح وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خاطر مہیب سے مہیب خطرات کا مردانہ وار مقابلہ کرنے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ اسی طرح اشاعت اسلام کی خاطر مشکلات و مصائب اور پیہم تکالیف اٹھانا تمہارے لئے خوشی و مسرت اور ایک گونہ فخر کا باعث ہونا چاہیے۔

سترھویں اجتماع کی ایک جھلک

خدام الاحمدیہ کا یہ سالانہ اجتماع جو ۱۱ اکتوبر سے شروع ہوا تھا۔ کل مورخہ ۱۳ اکتوبر کو ۴ بجے سہ پہر کے بعد کامیابی اور خیروخوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہو گیا۔ اس میں ۱۶۰ موجودہ مجالس کے ۱۷۴۸ خدام و اطفال نے شرکت کی۔ اس طرح اجتماع میں گذشتہ سال کی نسبت قریباً دو صد خدام و اطفال زیادہ شریک ہوئے۔ کیونکہ ۱۹۵۶ء کے اجتماع میں مجموعی طور پر ۱۵۶۰ خدام و اطفال شریک ہوئے تھے

خدام اجتماع میں حضور ایدہ اللہ کی تشریف آوری مگر چونکہ حضور ایدہ اللہ کی ناسازیٔ طبع اور غیر معمولی گرمی کے باعث اجتماع کے افتتاح کے موقعہ پر تشریف نہیں لا سکے تھے۔ خدام کو اپنی اس محرومی کا بہت احساس تھا۔ حضور نے از راہ شفقت اجتماع کے آخری روز یعنی ۱۳ اکتوبر کو تشریف لا کر خدام سے خطاب کرنا منظور فرمایا۔ چنانچہ اس روز حضور صبح ساڑھے آٹھ بجے قصر خلافت سے موٹر کار کے ذریعہ مقام اجتماع میں تشریف لائے۔ مکرم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے آگے بڑھ کر حضور کا استقبال کیا۔ موٹر سے اترنے کے بعد حضور مکرم صاحبزادہ صاحب کی معیت میں جب اسٹیج پر تشریف لائے۔ تو خدام نے فضل عمر زندہ باد اسلام زندہ باد انسانیت زندہ باد کے پرجوش نعرے لگا کر والہانہ انداز میں اپنی دلی محبت و عقیدت کا اظہار کیا۔ کرسی صدارت پر حضور کے رونق افروز ہونے کے بعد جناب محمد احمد صاحب انور حیدر آبادی نے قرآن مجید کی تلاوت کی بعدہٗ حضور نے خدام سے خطاب کرتے ہوئے ایک نہایت روح پرور تقریر ارشاد فرمائی۔ جو قریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔ اور جسے خدام نے کمال درجہ محویت کے عالم میں سنا۔ ان کے پرجوش نعروں سے فضا بار بار گونج اٹھتی تھی۔ حضور کے اس روح پرور اور ولولہ انگیز خطاب کا ملخص اپنے الفاظ میں درج ذیل کیا جاتا ہے۔

زمین و آسمان کا فرق

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے سورۃ النزعات کی ابتدائی آیات تلاوت فرمائیں۔ اور پھر فرمایا میں نے سورۃ النزعات کی جو آیات ابھی پڑھی ہیں۔ ان میں مومنوں کے فرائض بیان کئے گئے ہیں۔ یوں تو منہ سے ہر کوئی اپنے آپ کو مومن کہتا ہے۔ لیکن محض منہ سے اپنے آپ کو مومن کہنا کوئی مشکل نہیں۔ کیونکہ مسیلمہ کذاب نے بھی اپنے آپ کو نبی کہا تھا۔ اسی طرح اسود عنسی نے بھی اپنے آپ کو نبی کہا تھا۔ لیکن کجا ان لوگوں کا اپنے آپ کو نبی کہنا اور کجا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میں نبی ہوں۔ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ جب ان لوگوں نے اپنے آپ کو نبی کہا تو اتنی حرکت بھی پیدا نہیں ہوئی جتنی پانی میں ایک کنکری ڈالنے سے ہوتی ہے۔ لیکن جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کا اعلان فرمایا اور نازعات والی قومیں آپ کے ساتھ شامل ہوئیں۔ تو یہ زمین ہل کر رہ گئی۔ پہلے بدر کی جنگ ہوئی پھر احد کی جنگ ہوئی۔ پھر صلح حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا بالآخر مکہ فتح ہوا۔ اور درمیان میں اور کئی جنگیں ہوئیں۔ الغرض ایک تہلکہ سا مچ گیا۔ اس وقت یہ زمین ہلی ہی نہیں۔ بلکہ ہلتی چلی گئی۔ اور ایک طرح سے کانپ اٹھی

جماعت احمدیہ کی ذمہ داری

خطاب جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ یہ زمانہ بھی ایسا ہی زمانہ ہے خدا تعالےٰ پھر اسلام کو دنیا میں غالب کرنے کے سامان کر رہا ہے۔ اور اس نے اسلام کی خدمت احمدیوں کے سپرد کی ہے یہ جو قرآن میں آتا ہے کہ جب بارِ امانت زمین و آسمان کے سپرد کیا گیا تو انہوں نے بڑی گھبراہٹ کا اظہار کیا۔ وہی امانت اس وقت آپ لوگوں کے سپرد کی گئی ہے۔ جس طرح اس زمانے میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے والا شخص بروز محمدؐ کہلایا ہے۔ اسی طرح صحابہؓ کے نقش قدم پر چلنے والے یعنی آپ لوگ صحابہ کے بروز کہلاتے ہیں۔ آپ لوگوں پر جو بوجھ ڈالا گیا ہے۔ بظاہر حالات اس کو اٹھانا آپ کی طاقت سے بالا ہے البتہ خدا کی مدد اور اس کی نصرت شامل حال ہو۔ تو پھر اس بوجھ کو اٹھانا مشکل نہیں ہے تاہم اس بوجھ کے مقابلے میں آپ لوگوں کی بے سر و سامانی اور بے بضاعتی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ خطرہ آپ لوگوں کے ساتھ بھی ہے کہ کہیں آپ لوگ تبلیغ اسلام کا بوجھ کچھ عرصہ اٹھانے کے بعد ہمت نہ ہار دیں۔ اور اس کام کو چھوڑ بیٹھیں کیونکہ آپ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت سے کہتے ہیں کہ آج دنیا کے مختلف ممالک میں ہم تبلیغ کر رہے ہیں اور مساجد تعمیر کرنے کی ہمیں توفیق مل رہی ہے۔ لیکن اگر خدانخواستہ آپ

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کر کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۵ر اکتوبر ۱۹۵۷ء

یقین محکم

ایک دینی معاصر نے حضرت صہیب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا وہ واقعہ بیان کیا ہے۔ جو آپکو مدینہ ہجرت کرتے وقت پیش آیا۔ قریش مکہ نے آپ کو سفر کرتے ہوئے دیکھ کر آ گھیرا اور مطالبہ کیا کہ جو مال و دولت مکہ میں رہ کر انہوں نے پیدا کی ہے۔ اس کو ساتھ نہیں لے جا سکتے۔ حضرت صہیب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے تمام مال ان کے حوالے کر دیا

"اور چہرے پر وہی سکون آمیز طمانیت لئے آگے بڑھ گئے۔ بے آب و گیاہ راستوں کا ہمت آزما سفر اور مسافر خالی ہاتھ تنہا بے سہارا۔ لیکن نہیں ایک عظیم سہارا تھا۔ عظیم و بے کراں یقین محکم کا! یقین خدا پر۔ محمدؐ کی رسالت پر۔ اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر!" (تسنیم ۹ر اکتوبر)

یہ واقعہ بیان کر کے معاصر اپنی موجودہ حالت کا اس طرح نقشہ کھینچتا ہے۔

"آؤ ہم سوچیں کہ ہمارے یقین کی کیا حالت ہے۔ مگر سوچنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم نے اعمال کا جو بھی ذخیرہ جمع کیا ہے۔ اس کا ہر ہر عمل آپ سے آپ گواہی دے رہا ہے۔ کہ ہمیں حقیقی معنے میں کسی بھی چیز پر یقین نہیں۔ ہم دین کی خاطر اپنا سب کچھ تو کیا لٹاتے ذرا ذرا سے مفادات اور ادنےٰ ادنےٰ خواہشات کے پیچھے ہم بخوشی اور بالارادہ گناہ کرتے ہیں۔ دین کا منہ چڑاتے ہیں۔۔

ہم دھوکے میں ہیں کہ علم کو یقین سمجھ رکھا ہے۔ ہمیں صرف علم ہے کہ خدا موجود ہے محمدؐ آخری نبی ہیں۔ مرنے کے بعد اٹھنا ہے۔ یقین نہیں۔ یقین اس کا نام ہے۔ کہ ہم آگ میں ہاتھ نہیں ڈالتے۔ کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ یہ جلا دے گی۔ اگر گناہوں کے بدلے آتش دوزخ میں جلائے جانے کا یقین ہو۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم جان بوجھ کر گناہ کریں — اور فرض کرو کسی جذبے اور اضطرار میں گناہ سرزد ہو بھی جائے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ دوزخ کی آگ کا تصور ہمیں بار بار استغفار پر مجبور نہ کرے۔" (تسنیم ۹ر اکتوبر)

جو کچھ معاصر نے کہا ہے موجودہ مسلمان کے تعلق میں یہ سو فیصدی درست ہے۔ دنیا میں جو کچھ آج تک ہوا ہے خواہ اس کا تعلق روحانیت سے ہو یا مادیت سے یقیناً یہ سب کچھ اولوالعزم انسانوں کی ہمت کا نتیجہ ہے۔ ان لوگوں کی ہمت کا جنہوں نے جو کام بھی ہاتھ میں لیا ہے اس کو یقین محکم سے سرانجام دیا ہے۔

کامیابی کا راز خواہ دینی ہو یا دنیوی یہی ہے کہ جو کچھ انسان کرنے کے لئے ارادہ کرے۔ اس پر اس کا یقین محکم ہو۔ جیسا کہ علامہ اقبال مرحوم نے بھی کہا ہے ؎

یقین محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم

قائد اعظم نے بھی یہی گر پیش کیا ہے کہ اتحاد عمل اور یقین محکم سے ہی ہم کامیاب ہو سکتے ہیں

یہ ایک نفسیاتی جاودانی اصول ہے اور کوئی فرد۔ کوئی قوم اپنی خواہشات اور مقاصد کی تکمیل نہیں کر سکتی۔ جب تک خاص کر یقین محکم کا درجہ حاصل نہ ہو۔ فعالیت کی بنیاد اسی ایک بات پر ہے۔

دنیا کے معمولی معمولی کاموں کو بھی دیکھا جائے تو واضح ہوگا کہ کوئی کام ایسا نہیں جس کے سرانجام دینے کے لئے ہمارے دل میں اس کے لئے کامل یقین نہ ہو۔ اگرچہ ہم اسے محسوس نہ کریں۔ آپ لیٹے ہوں اور اٹھنا چاہتے ہوں تو جب تک آپ کو دماغ میں یہ یقین نہ ہو کہ آپ اٹھ سکتے ہیں آپ کبھی نہ اٹھ سکیں گے۔ اگرچہ یہ نفسیاتی تجزیہ اٹھتے وقت آپ کے شعور میں نہ ہو۔ آپ بائیسکل پر سوار ہوتے ہیں تو جب تک غیر محسوس طور پر آپ کو یقین نہ ہو کہ آپ سوار ہو کر بائیسکل چلا سکتے ہیں اس وقت تک آپ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

یہی حال امورِ مہمّہ کا ہے۔ روزمرہ کے سکون و حرکت میں ہم فعالیت کے اس بنیادی اصول یقین محکم کو گو محسوس نہ کریں۔ لیکن جب کوئی خاص امر ہمارے درپیش ہوتا ہے تو جب تک ہم اس کام کی سرانجام دہی کے لئے پورا ارادہ نہ کریں۔ یعنی جب تک ہم یقین محکم حاصل نہ کریں ہم کبھی اس کام کو سرانجام نہیں دے سکتے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ یقین محکم کس طرح پیدا ہوتا ہے۔ یہ کوئی ایسا مشکل سوال نہیں ہے۔ دنیاوی کاموں میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے ظاہری حواس اپنے اعمال کے نتائج سے ہمیں فوراً مطلع کر دیتے ہیں۔ اور ہماری مادی زندگی کے مقتضیات فوری طور پر پورے ہو جاتے ہیں۔ ہماری خواہشات اور حصول خواہشات کے درمیان مادیاتی تعلق ہوتا ہے۔ جس سے ظاہری حواس ہمارے ارادہ پر اثر ڈالتے ہیں اور اسے یقین اور یقین محکم میں تبدیل کر دیتے ہیں —

پہلا درجہ علم الیقین کا ہوتا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ فلاں کام سے ہمیں یہ یہ فائدہ ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد ہمیں عین الیقین کا راستہ ملتا ہے۔ ہم اپنی آنکھوں سے بعض کاموں کے بعض خاص نتائج یا فوائد دیکھتے ہیں۔ اور دوسروں کو ایسا کرتے ہوئے دیکھ کر ہم کو ایک گونہ یقین پیدا ہوتا ہے۔ اس کے بعد حق الیقین کا درجہ آتا ہے۔ اور ہم خود تجربہ کرتے ہیں اور ذاتی طور پر پوری حقیقت سے مطلع ہوتے ہیں۔

ہمارے ہر کام میں یہ تین درجہائے یقین موجود ہوتے ہیں۔ خواہ ہم ان کا تجزیہ نہ کر سکیں۔ ایک بچہ کی حالت پر غور کر کے کہ وہ کس طرح ارتقائے احساس کی منازل طے کرتا ہے۔ ہم ان تینوں کا عرفان پا سکتے ہیں۔

یہ ہماری مادی زندگی کے کاموں کا حال ہے۔ بعینہٖ یہی حال ہماری روحانی زندگی کا بھی ہے جیسا کہ معاصر نے بھی کہا ہے۔ اس وقت ہمارا یقین صرف علم الیقین کے درجہ پر ہے۔ باری تعالےٰ کی توحید۔ رسالت اور معاد کوئی مادی چیزیں نہیں ہیں۔ اس لئے ہم ان کو ظاہری حواس سے محسوس نہیں کر سکتے۔ البتہ ہماری عقل ہمیں ان باتوں کا علم ضرور دیتی ہے قدرت کے مناظر۔ اختلاف لیل و نہار۔ سورج چاند اور ستاروں کی گردش۔ جمادات نباتات اور حیوانات کا پرحکمت نظام دیکھ کر ہماری عقل ہمیں بتاتی ہے کہ اس کا صانع ضرور ہونا چاہیئے۔ آج مادی ترقی کے عہد میں سائنس کی ترقی نے انسان کو اس درجہ یقین تک پہنچا دیا ہے لیکن یہ یقین حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کے ایمان سے کوئی نسبت نہیں رکھتا

حضرت صہیب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ایمان اس درجہ کا تھا جس سے روحانیت میں فعالیت کا مقام حاصل ہوتا ہے۔ آپ کا ایمان یقین محکم کے درجہ پہ پہنچ چکا ہوا تھا۔ کیا ایسا ایمان یونہی خلا میں پیدا ہو گیا تھا؟ ایسا کس طرح ہو سکتا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ایسا ایمان ان کو اس لئے نصیب ہوا تھا کہ آپ کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ تھا۔ جن کے ہر عمل میں۔ جن کی ہر بات میں انہیں خدا تعالےٰ کا ہاتھ کام کرتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اعمال میں اللہ تعالےٰ کو ایک حقیقی زندہ ہستی محسوس کرنے لگے تھے یہ احساس آخر اس درجہ پر پہنچ گیا

(باقی صفحہ آٹھ پر)

درویشانِ قادیان

از مکرم مولوی برکات احمد صاحب بی اے راجیکی ناظر امور عامہ قادیان

"دورِ ہجرت" کے بعد جن مخلصین کو قادیان میں مقدس مقامات کی حفاظت کے لئے قیام کی توفیق ملی۔ انہیں "درویش" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ ذیل الہامات و رؤیا ان درویشوں کے متعلق سمجھے جا سکتے ہیں:۔

"میں نے خواب میں ایک فرشتہ ایک لڑکے کی صورت میں دیکھا۔ جو ایک اونچے چبوترے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس کے ہاتھ میں ایک پاکیزہ نان تھا جو نہایت چمکیلا تھا۔ وہ نان اس نے مجھے دیا۔ اور کہا کہ یہ تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے"۔

تذکرہ ص۱۹

۲۔ "اصحاب الصفة وما ادراك ما اصحاب الصفة۔ ترى اعينهم تفيض من الدمع يصلون عليك"

ترجمہ:۔ اور ایسے لوگ بھی ہوں گے۔ جو اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے تیرے حجروں میں آکر آباد ہوں گے یہی ہیں جو خدا کے نزدیک اصحاب الصفہ کہلاتے ہیں اور تو کیا جانتا ہے کہ وہ کس شان اور کس ایمان کے لوگ ہوں گے۔ جو اصحاب الصفہ کے نام سے موسوم ہیں۔ وہ بہت قوی الایمان ہوں گے تو دیکھے گا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے۔ وہ تیرے پر درود بھیجیں گے"۔

اس تعلق میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا ہے:۔

"خدا تعالیٰ نے اپنی اصحاب الصفہ کو تمام جماعت میں سے پسند کیا ہے اور جو شخص سب کچھ چھوڑ کر اس جگہ آکر آباد نہیں ہوتا۔ اور کم سے کم یہ تمنا دل میں نہیں رکھتا اس کی حالت کی نسبت مجھ کو ڈرا اندیشہ ہے۔ کہ وہ پاک کرنے والے تعلقات میں ناقص نہ رہے۔ اور یہ پیشگوئی عظیم الشان ہے اور ان لوگوں کی عظمت ظاہر کرتی ہے کہ جو خدا تعالیٰ کے علم میں تھے۔ وہ اپنے گھروں اور وطنوں اور املاک کو چھوڑ دیں گے اور میری ہمسائیگی کے لئے قادیان میں بود و باش کریں گے"۔

(تریاق القلوب صفحہ ۶)

لفظ درویش کے معنے

درویشانِ قادیان کے بعض ایمان افروز حالات بیان کرنے سے پہلے لفظ "درویش" کی لغوی تشریح کر دینی مناسب ہے کیونکہ اس سے درویشان کی منفرد زندگی پر روشنی پڑتی ہے۔

"درویش" اصل میں دروَیز یعنی درآویز یعنی آویزندۂ در ہے۔ جس کے معنے دروازے سے چمٹنے یا لٹکنے والے کے ہیں۔ اصطلاحی طور پر اس فقیر یا اہل اللہ کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے دروازہ سے چمٹا ہوا ہو اور دنیا سے منہ موڑ کر اور دنیا سامانوں کو تیاگ کر توکل علی اللہ کے مقام پر فائز ہو

دورِ درویشی کا آغاز

قادیان میں درویشی کا موجودہ دور ۱۶ ر نومبر ۱۹۴۷ء سے شروع ہوا۔ جب مولانا جلال الدین صاحب شمس نے مع دیگر احباب قادیان کے قافلہ میں رخصت ہوتے ہوئے مسجد محلہ دارالانوار کے سامنے درد بھری آواز سے یہ الفاظ کہے:۔

"اے قادیان کی مقدس سرزمین تو ہمیں مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے بعد دنیا میں سب سے زیادہ پیاری ہے۔ لیکن حالات کے تقاضا سے ہم یہاں سے نکلنے پر مجبور ہیں۔ اسلئے ہم تجھ پر سلامتی بھیجتے ہوئے رخصت ہوتے ہیں"۔

ان الفاظ کا حرف حرف رقت آمیز تھا اور ان کو سنکر اپنوں اور غیروں کے دل درد سے بھرے ہوئے تھے۔ لیکن رخصت ہونے والے مخلصین اور یہاں پر قیام کرنے والے درویشان کے قلوب اُن پرخطر حالات اور اس پرآشوب زمانہ کو دیکھتے ہوئے اور بھی زیادہ مجروح اور سوز و گداز سے پُر تھے۔ جانیوالے یہ سمجھتے تھے کہ ملک کے وسیع اور متلاطم سمندر میں یہ چند تنکے نہ معلوم کب تک طوفانوں کے تھپیڑے برداشت کر سکیں گے۔ اور بحرِ محبت میں ان کے غرقاب ہونے کی کب اطلاع ملے گی۔ ۳۱۳ درویشوں کی حالت اس وقت بیم و رجا کے درمیان تھی۔ وہ ایک چھوٹا سا گروہ تھا جو غیروں کے غیر مانوس بلکہ دشمنانہ ماحول میں باقی رہ گیا تھا۔ موت ہر وقت ان کے سروں پر منڈلا رہی تھی۔ ہاں خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہونے کی لذت اور اس قادر توانا کی مدد اور نصرت پر بھروسہ ان کے مجروح قلوب کا مداوا اور ان کی امیدوں کا سہارا تھا۔

۱۹۴۷ء کے بعد جوں جوں وقت گذرتا گیا۔ ان بے سروسامان درویشوں کے حالات بدلتے گئے۔ اور اضطراب اور خطرہ کی جگہ ایک گونہ اطمینان اور امن و امان کی صورت پیدا ہو گئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعوات خاصہ اور توجہات کریمانہ درویشوں کی ڈھارس بندھانے کا موجب تھیں۔ اور اب تک باعث اطمینان و سکون ہیں۔ آپ نے ۱۹۴۷ء کے جلسہ سالانہ کے پیغام میں فرمایا:۔

"میں آسمان پر خدا تعالیٰ کی انگلی کو احمدیت کی فتح کی خوشخبری لکھتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ جو فیصلہ آسمان پر ہو زمین اسے رد نہیں کر سکتی اور خدا کے حکم کو انسان بدل نہیں سکتا۔ سو تسلی پاؤ اور خوش ہو جاؤ اور دعاؤں اور روزوں اور انکساری پر زور دو اور بنی نوع انسان کی ہمدردی اپنے دلوں میں پیدا کرو کہ کوئی مالک اپنا گھوڑا بھی کسی ظالم سائیں کے سپرد نہیں کرتا۔ اسی طرح خدا بھی اپنے بندوں کی باگ انہی کے ہاتھوں میں دیتا ہے جو بخشتے ہیں اور چشم پوشی کرتے ہیں۔ اور خود تکلیف اٹھاتے ہیں تاکہ خدا کے بندوں کو آرام پہنچے"۔

یہ ڈھارس دینے والے الفاظ وقت کے ساتھ واقعات کی شکل اختیار کرتے گئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطمینان و آرام کی کئی راہیں ہموار ہوتی گئیں۔ اکثر سرکاری افسروں کا رویہ بھی ہمدردانہ اور منصفانہ ہو گیا۔

بعض ابتدائی حالات

درویشانِ قادیان مارچ ۱۹۴۹ء تک مکمل طور پر اپنے حلقہ میں محصور رہے۔ حالات اس قسم کے پُرخطر تھے کہ ان کے لئے حفاظت کے انتظام کے ساتھ بھی قادیان سے باہر نکلنا ممکن نہ تھا۔ ابتداء میں تو یہ کیفیت تھی کہ اگر اپنے حلقہ سے باہر بازار میں سودا سلف کے لئے جانا ہوتا تو تین چار افراد مل کر جاتے اور دفتر میں نام درج کرا جاتے تاکہ واپسی کا علم ہو سکے۔

ایک خطرناک واقعہ

۱۹۴۸ء کے شروع میں بعض شرپسند لوگوں کی طرف سے یہ شاخسانہ کھڑا کیا گیا کہ ننکانہ صاحب کے سکھ سیوادار مسلمانوں نے قتل کر دئے ہیں۔ لہٰذا قادیان کے احمدی مسلمانوں کو زندہ نہ چھوڑا جائے اس غلط واقعہ کو اس رنگ میں شہرت دی گئی۔ کہ لوگ اشتعال میں آکر بے سروسامان اور بے بس درویشوں کو تہ تیغ کرنے کے لئے ہمارے محلہ کے اردگرد اکٹھے ہو گئے اس وقت ہر ایک درویش خدا کی راہ میں قربان ہونے کے لئے اور موت کو قبول کرنے کے لئے بخوشی تیار تھا۔ یہ محاصرہ تقریباً پانچ چھ گھنٹے رہا۔ آخر خدا تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور اس نے ان محصور درویشوں کو اپنی پناہ اور حفاظت میں لے لیا۔ اس کی ظاہری صورت یہ ہوئی کہ بعض فرض شناس مقامی افسران نے اپنے فریضہ کو ادا کرتے ہوئے مشتعل ہجوم کو منتشر کر دیا۔

سوشل بائیکاٹ

جب ہمارے مخالفین کا یہ حربہ ناکام رہا۔ تو انہوں نے درویشوں کو بھوکا مارنے کے لئے یہ منصوبہ سوچا کہ ان کا سوشل بائیکاٹ کیا جائے۔ چنانچہ جنوری ۱۹۴۸ء میں ان محصور درویشوں کا چھبیس دن تک مکمل بائیکاٹ کیا گیا۔ درویشوں سے لین دین۔ خرید و فروخت بالکل بند کر دی گئی یہاں تک کہ اگر کوئی اس فیصلہ کی خلاف ورزی کرتا۔ تو اس کا منہ کالا کر کے سر بازار تشہیر کی جاتی۔

مخالفین نے اپنی طرف سے ہمیں ختم کرنے کے لئے یہ خطرناک منصوبہ اختیار کیا تھا لیکن خدا جو اپنے بندوں کا محافظ اور بے کسوں کا سہارا ہے ہر روز اپنی خاص تائید سے ہمارے لئے خورد و نوش کے سامان مہیا فرماتا رہا۔ گندم تو خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے پاس پہلے ہی ضرورت کے مطابق موجود تھی۔ دوسری ضروریاتِ زندگی بھی بعض خواجوں کے ذریعہ سے

جن کو اللہ تعالےٰ نے اس کار خیر کے لئے جرأت وہمت بخشی اور ہماری ہمدردی کے ستے الفاظ کیا مہیا ہوتی رہیں۔ ان دنوں ہمارے قلوب اللہ تعالےٰ کی محسن ہستی کے لئے خاص طور پر جذبات تشکر سے پُر تھے۔ جبکہ ہم دیکھتے تھے کہ کتنی لوگ جو باچھے دستعمال میں لا رہے ہیں اور درویشان مسیح پاک گندم کے پاکیزہ نان کھا رہے ہیں۔

رشتہ داروں سے بارڈر پر ملاقات

بین المملکتی حالات کی وجہ سے ایک عرصہ تک درویشان اپنے عزیز واقارب جو پاکستان میں تھے جدا رہے۔ ان کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ ان عزیزوں کی شادی وغمی میں شریک ہوسکیں۔ سوائے اس کے کسی غمناک اطلاع پر دو آنسو بہا کر صبر اختیار کریں۔ یا کسی خوشکن خبر پر خدا تعالےٰ کا شکر کرسکیں۔ جون ۱۹۵۵ء میں یہ سہولت میسر آئی کہ چند ہندوستانی اور پاکستانی افراد کو بارڈر پر ملاقاتیں کرنے کا موقعہ بہم پہنچایا گیا۔ درویشوں نے اس سہولت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے واہگہ بارڈر پر اپنے بچھڑے ہوئے عزیزوں اور رشتہ داروں سے ملاقاتیں کیں۔ چند گھنٹوں کی ملاقاتیں جہاں مسرت آمیز تھیں۔ وہاں حسرتناک بھی تھیں۔ باوجود کثیر مصارف برداشت کرنے کے اور لمبے عرصہ کی جدائی کے بہت ہی قلیل وقت ملاقات کے لئے میسر آتا تھا۔ بہرحال درویشوں نے اس سہولت کے لئے بھی خدا تعالےٰ کا شکر ادا کیا۔

فیملیوں کی واپسی

اواخر جون ۱۹۵۱ء تک درویش قادیان میں اہل وعیال کے بغیر مقیم رہے۔ اور جدائی کا یہ وقت انہوں نے بفضلہ تعالےٰ صبر واستقلال اور تبتل اور زہد سے گذارا۔ ۲۸ جون کو چند فیملیاں پاکستان سے واپس پہنچیں اور اس کے بعد تھوڑی تھوڑی تعداد میں فیملیوں کی واپسی ہوتی رہی۔ گو بعض درویشوں کے اہل وعیال کو واپسی کی اجازت نہیں ملی اور وہ تجرد کی زندگی گذار رہے ہیں

لیکن خدا تعالےٰ کے فضل سے انہوں نے صبر و رضا کا اچھا نمونہ دکھایا۔ بعد میں کئی غیر شادی شدہ درویشوں کے رشتوں کا ہندوستان میں بھی انتظام ہوگیا۔ اور اس طرح یک گونہ سکون کی حالت پیدا ہوگئی ہے علاوہ قادیان کی احمدی آبادی میں بھی اضافہ ہوا۔ جو اب چھ صد سے اوپر ہے۔

بعض مشکلات

اب اگرچہ جان کا وہ خطرہ جو درویشوں کو ابتدائی سالوں میں تھا بظاہر ٹل گیا ہے لیکن مالی اور دوسری قسم کی پریشانیاں تشویش کا باعث ہیں اور در اصل درویشوں کی زندگی قربانی اور انقطاع الی اللہ کی زندگی ہے اور یہ تکالیف ومصائب ان کے ایمان اور روحانیت کے لئے کھاد کا کام دیتی ہیں۔ اس دوران میں جماعتی اور انفرادی طور پر درویشوں پر کئی مقدمات بھی دائر کئے گئے اور بعض اب تک چل رہے ہیں۔ لیکن مخالفین کی طرف سے جب کبھی کوئی منصوبہ کیا گیا اللہ تعالےٰ کی نصرت وتائید نے اس کو ملیامیٹ کر دیا۔ واللہ خیر الماکرین۔ گذشتہ دس سال میں جس رنگ میں خدا تعالےٰ نے مدد کی ہے۔ وہ ایک لمبی داستان ہے جو اس مختصر مضمون میں بیان نہیں ہوسکتی۔ ہاں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ ذیل کلام میں اسی کا نقشہ کھینچا گیا ہے ؎

یخبیبنی عدوی من ورائی
یبشرنی العجائب من قدامی

یعنی دشمن مجھے ناکام ونامراد کرنے کے لئے پیچھے سے حملہ آور ہے اور میرا ذوالعجائب خدا مجھے فتح وکامرانی کی بشارات دیتے ہوئے آگے کی طرف بڑھا رہا ہے۔ قادیان میں درویشوں کی زندگیوں میں یہی حالت نظر آتی ہے کہ ایک طرف مخالفت کی آگ کا تنور گرم ہوتا ہے اور دوسری طرف خدائے ذوالعجائب کی رحمت کا پانی برسنا شروع ہوجاتا ہے۔

بعض تبلیغی کارگذاریاں

ان ناسازگار حالات میں بھی اللہ تعالےٰ نے جو کام ان مجبور ومحصور درویشوں سے لئے ہیں ان کی حقیر کوششوں کو جس طرح اپنی تائید ونصرت سے نوازا ہے ان کے تفصیلی ذکر کو چھوڑتے ہوئے صرف چند تبلیغی کارگذاریوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو اسلام واحمدیت کی سربلندی کے لئے اس قلیل گروہ نے دکھائیں۔

درویشی کے ابتدائی سالوں میں چونکہ مشرقی پنجاب میں حالات بہت غیر معمولی تھے اور مسلمانوں کا وجود اس علاقہ میں بہت نادر اور جاذب توجہ تھا۔ اس لئے جب درویش پولیس اسکورٹ کے ساتھ یا بعد میں بغیر پولیس اسکورٹ کے قادیان سے باہر جاتے تو غیر مسلموں کا ہجوم ان کے ارد گرد جمع ہوجاتا۔ خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے درویشوں کو ان مواقع سے فائدہ اٹھانے اور اسلامی تعلیمات کی برتری کا اپنے قول وفعل سے ظاہر کرنے کی توفیق دی۔ ان دنوں بٹالہ۔ گورداسپور۔ امرتسر۔ جالندھر لدھیانہ وغیرہ شہروں میں عجیب نظارے دیکھنے میں آتے تھے۔ ان شہروں میں چند درویش کسی بازار یا گلی سے گذرتے اور ارد گرد غیر مسلم حضرات مختلف جذبات اور خیالات سے لیکن مشتاقانہ انداز میں جمع ہوجاتے اور ایک جلوس کی شکل بن جاتی۔ گو بعض اوقات مخالفانہ جذبات کا اظہار بھی ہوتا۔ اور سب وشتم اور زجر وتوبیخ بھی سننی پڑتی۔ لیکن تبلیغ حق جاری رہی اور خدا تعالےٰ نے ان کوششوں کے شیریں پھل بھی عطا فرمائے۔

انہی غیر معمولی حالات کی وجہ سے لوگ کثرت کے ساتھ قادیان آنے لگے۔ یہاں تک کہ استقبال کرنے اور ان کو مقدس مقامات دکھلا کر تبلیغ کرنے کے لئے ایک مستقل دفتر کھولا گیا۔ جس کا نام "دفتر زیارت مقامات مقدسہ" ہے۔ اس میں آج تک ڈیڑھ لاکھ کے قریب غیر مسلم آکر پیغام حق سن چکے ہیں۔ ان زائرین میں ہر طبقہ اور مقام کے لوگ شامل ہیں۔ اور یہ سلسلہ بفضلہ تعالےٰ روز افزوں ہے۔

تبلیغ بذریعہ لٹریچر وتقاریر

باوجود محدود ذرائع کے مرکز قادیان نے ہندوستان بھر میں تبلیغ کے لئے لاکھوں کی تعداد میں اردو۔ ہندی۔ انگریزی۔ اور گورمکھی میں لٹریچر شائع کیا ہے۔ ۱۹۵۶ء میں آل انڈیا کانگرس کے سالانہ اجلاس منعقدہ امرتسر میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ابن حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے بنفس نفیس امرتسر تشریف لے جاکر ہندوستان کے چوٹی کے لیڈروں کو پیغام حق پہنچایا۔ اسی طرح آپ نے جنوبی ہندوستان کے وسیع علاقہ میں تبلیغی وفد کے ذریعہ دورہ کیا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

مشرقی پنجاب میں جب بھی آریہ سماج کی طرف سے مذہبی کانفرنس کسی شہر میں منعقد ہوتی ہے تو اسلام کی نمائندگی کا شرف درویشوں کو ہی حاصل ہوتا ہے۔

گذشتہ سال موگا میں آریہ سماج نے مسئلہ تناسخ کے موضوع پر تقاریر کا انتظام کیا۔ اس موقعہ پر اسلامی نقطۂ نگاہ کو پیش کرنے کی توفیق ہمارے مبلغ کو ملی۔

جماعت احمدیہ پاکستان کا گیارہواں سالانہ جلسہ

۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۵۷ء بروز جمعرات جمعہ ہفتہ منعقد ہوگا

تمام جماعت ہائے احمدیہ اور دوسرے احباب کی اطلاع کیلئے

اعلان کیا جاتا ہے کہ حسب سابق امسال بھی جماعت احمدیہ پاکستان کا گیارھواں سالانہ جلسہ ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۵۷ء بروز جمعرات جمعہ - ہفتہ ربوہ میں منعقد ہوگا

(ناظر اصلاح وارشاد)

جلسہ کے معاً بعد سینکڑوں کی تعداد میں مسئلہ تناسخ پر مدلل لٹریچر بھی حاضرین میں تقسیم کیا گیا

قادیان سے ہفت روزہ اخبار بدر بھی باقاعدہ جاری ہے۔ اور یہاں پر علاوہ جلسہ سالانہ کے جلسہ ہائے سیرت النبیؐ اور پیشوایان مذاہب کا بھی باقاعدہ انعقاد ہوتا ہے۔ اور ان جلسوں میں ہزارہا غیر مسلم اسلامی تعلیمات کو سنتے اور اُن سے متاثر ہوتے ہیں

تاثیر دعا

درویشان قادیان کو اللہ تعالےٰ نے مقدس مقامات کی برکت سے عبادات اور دعاؤں میں شغف عطا فرمایا ہے اور بیسیوں مسلم و غیر مسلم عقیدت مند اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان اور صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں دعاؤں کی خواہش کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ درویش خود بھی دعا کرتے ہیں اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ اور دوسرے بزرگان سلسلہ کی خدمت میں بھی درخواست کرتے رہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں بہت سے غیر مسلم ان دعاؤں کی برکت سے بفضلہ تعالےٰ اپنی حاجات کو پورا کر چکے ہیں اور اس سے ان کی عقیدت مندی اور خلوص میں اضافہ ہوا ہے۔

آخری گذارش

درویشان قادیان کا تفصیلی ذکر اس مختصر مضمون میں نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا صرف چند واقعات بطور مثال کے عرض کر دیئے ہیں۔ یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے کہ باوجود صدہا کمزوریوں کے اللہ تعالےٰ ہم ہیچ میرز درویشوں سے ان خاص حالات میں دین حق کی خدمت لے رہا ہے۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ وہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ہماری کمزوریوں کو دور فرمائے اور ہمیں اپنی راہ میں فنا اور رضا بالقضاء کا مقام عطا فرمائے۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کا جو مقصد ہمارے یہاں قیام سے وابستہ ہے وہ وہ احسن طور پر پورا ہو۔ اور قادیان دارالامان کے متعلق لرادک الیٰ معاد کا جو وعدہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے وہ اپنی پوری عظمت اور شان سے جلد پورا ہو۔ وآخر کلمنا حمدٗ و شکرٗ لرب محسن ذی الامتنان۔

سیّد علی احمد صاحب مہاجر انبالوی

(از سید اعجاز احمد شاہ صاحب انسپکٹر بیت المال)

والد مرحوم اندازاً ۱۸۹۲ء میں موضع رجاؤلی ضلع انبالہ میں پیدا ہوئے۔ خاندانی لحاظ سے ہمارے اجداد علاقہ بھر کے لئے مرجع خاص و عام تھے۔ کیونکہ خاندان کے مورث اعلیٰ حضرت سید محمد پیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ جو والد صاحب سے چھٹی پشت اوپر ایک مسلمہ بزرگ، اور بہت بڑے پیر تھے ابتدائی تعلیم گاؤں میں حاصل کی پھر گاؤں کے سکول سے پرائمری تک استفادہ کیا۔ پرائمری میں تھے۔ کہ ہمارے دادا سید نیاز احمد صاحب سجادہ نشین کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ تعلیم ادھوری رہ گئی۔ والد صاحب اور چچا طرف دو بھائی تھے۔ چنانچہ ہر دو برادران اور دادی صاحبہ کی کفالت ان کے ننھیال نے لے لی۔

والد صاحب کے ننھیال چونکہ علم دوست اور تعلیم یافتہ بزرگ تھے۔ اور احمدیت سے اخلاص رکھتے تھے۔ اسی طرح والد صاحب بھی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ سے روشناس ہوئے اور اپنے بڑے ماموں (میرے نانا) حضرت مولوی امام علی خاں صاحبؓ کی معیت میں غالباً ۱۹۰۶ء میں قادیان تشریف لے گئے۔ چونکہ اچھی سوجھ بوجھ کے مالک تھے۔ اور کافی تعلیم دینی رکھتے تھے۔ اسلئے قادیان پہنچتے ہی بیعت سے مشرف ہوئے چونکہ ننھیال کے خاندان کی ایک دو بزرگ خواتین حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے تعلقات رکھتی تھیں۔ اور والد صاحب کی عمر اس وقت زیادہ نہ تھی۔ اس لئے اندرون خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی آنے جانے کا اتفاق ہوتا رہتا تھا۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کوئی خط یا مضمون بھجوانا ہوتا تو والد محترم کو دیا کرتے۔ قادیان سے محبت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عشق کی بدولت آپ اوائل جوانی میں ہی دنیاوی علائق سے متنفر ہو گئے۔ خاندانی وجاہت آپ کی نظر میں ماند ہو کر رہ گئی اور آپ نے قبول احمدیت کے بعد پیری مریدی سے پیدا شدہ تمام رسومات سے کلی اجتناب کیا۔ اور بجائے اس کے کہ سالانہ عرس کیا جائے۔ اور چڑھاوے چڑھائے جائیں والد مرحوم نے عرس کو تبلیغ احمدیت میں بدل دیا اور اپنے حلقۂ ارادت میں احمدیت کا خوب چرچا کیا۔ اور باوجود صاحب اثر مولویوں کی مخالفت کے آپ کے پائے استقلال میں لغزش پیدا نہ ہوئی۔ اور یہ سلسلہ ۱۹۲۳ء تک چلا۔ لیکن جب دیکھا کہ اپنے وطن کی زمین احمدیت کے لئے راس نہیں ہے۔ اور مخالفت کا زور کم نہیں ہوا۔ بلکہ حقیقی بھائی تک مخالف ہے۔ تو خاندانی اراضی جو ۵۰۰ بیگھہ زرعی تھی۔ سکونتی مکانات اور سجادہ نشینی چھوڑ چھاڑ قادیان ہجرت کر لی .... اور دیار مسیحؑ میں دھونی رما کر بیٹھ گئے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ اگر میں گاؤں میں ہی رہتا تو میری اولاد احمدیت سے حقیقی طور پر آشنا نہ ہو سکتی۔ اور یہ محض احمدیت کی ہی برکت اور ان قربانیوں کا ثمرہ تھا۔ جو احمدیت کی خاطر والد محترم نے کیں۔ یعنی سینکڑوں بیگھ زمین خاندانی وجاہت اور سجادہ نشینی کو بیک قلم ترک کر دیا۔ کہ والد صاحب کو خدا تعالیٰ نے کثیر اولاد عطا کی۔ والد صاحب اس کا تذکرہ تحدیث بالنعمت کے طور پر کیا کرتے تھے۔ کہ ہماری چھ پشتوں میں ہر ایک کا ایک ہی لڑکا ہوتا تھا۔ لیکن والد صاحب کو اللہ کریم نے سات لڑکے عطا کئے اور چھ لڑکیاں جو بفضل خدا بقید حیات ہیں۔ والد محترم نحیف الجسم گندمی رنگ کے تھے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت خلیفہ اولؓ۔ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کتب پر عبور حاصل تھا۔ درثمین اور کلام محمود سے عشق تھا۔ ہر دو کتب کی ایک جلد بندھوا کر قرآن کریم کے ساتھ ہمیشہ اپنے سرہانے رکھتے تھے۔ اور اکثر صبح کی تلاوت قرآن کریم کے بعد یا عصر کی نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے۔ زبان خالص اردو تھی بہت کم گو اور چلنے میں غض بصر کا خاص خیال رکھتے تھے۔ پان کھاتے تھے۔ مگر دانت سفید چمکیلے رہتے تھے۔ ہر روز مسواک کا مسنون طریق پر استعمال کرتے تھے۔ کم خوراک تھے۔ عشاء کی نماز کے معاً بعد بستر پر چلے جاتے۔ اور صبح نماز تہجد کے لئے اٹھنا ہمیشہ کا معمول تھا۔ غرضیکہ کم گفتن کم خوردن کم خفتن پر عمل پیرا تھے۔ طبیعت میں شگفتگی تھی۔ ہر ایک سے خندہ پیشانی سے ملتے۔ عسر و یسر میں خدا تعالیٰ پر شاکر تھے۔ گھر کے معمولی سے معمولی کام میں گھر والوں کا ہاتھ بٹایا کرتے تھے۔ احمدیت کے فدائی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خاص ادب و احترام ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھتے قرآن کریم کی آیات پر غور کرتے اور عزیزوں کو خطوط میں ہمیشہ قرآن کریم کی آیات سے استدلال کر کے نصائح لکھتے تھے۔ ۱۹۲۲ء میں وطن سے باجازت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ہجرت کر کے محلہ دارالفضل میں مکان بنایا۔ دوران قیام قادیان ابتدائی سالوں میں حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مرغی خانہ کے انچارج رہے۔ پھر محرر ڈاک (موجودہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری) بعد ازاں نظارت علیاء سے فارغ ہوئے۔ ۱۹۲۳ء میں تحریک شدھی ملکانہ میں آنریری مبلغ بھی رہے قادیان میں اراضیات سے آمد قلیل کافی عرصہ بند رہی۔ لیکن انتہائی صبر و شکر کا نمونہ دکھایا کبھی کسی کے آگے دست سوال دراز نہ کیا اور قادیان میں لگے رہے۔ ۱۹۳۵ء میں والد صاحب کے اخلاق و عادات سے متاثر ہو کر ہمارے چچا بھی احمدی ہو گئے۔ جو بفضل خدا بقید حیات ہیں ۱۹۴۷ء میں ہجرت قادیان جبراً برداشت کی محلہ دارالفضل سے اٹھ کر اندرونی شہر میں آ گئے لیکن جب کوئی چارہ نہ رہا۔ تو قرآن کریم اور ایک دو کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اثاثہ لئے لاہور تشریف لے آئے۔ ربوہ کے قیام پر اولین ساکنان میں سے تھے۔ اور مرتے دم تک وہیں رہے ۹ نومبر ۱۹۵۵ء بوقت نماز فجر وفات پائی وفات کا قبل از یں آپ کو علم ہو گیا۔ تمام بھائی بہنوں کو وصیت فرما گئے کہ احمدیت سے تعلق مضبوط رہے۔ اور خدمت خلیفۃ المسیح الثانی سے کبھی منہ نہ موڑنا۔ چونکہ ہمیشہ نظام کا احترام کیا اس لئے ہمیں بھی تاکید فرما گئے۔ نیز یہ کہ میں نے احمدیت کو سچے دل سے مانا ہے۔ اور بہت برکات پائی ہیں قرآن کریم پر غور کیا کرو۔ موجب افضال الٰہیہ ہے ابتدائی وصیت کرنے والوں میں سے تھے۔

اسی دن بعد نماز عصر حضور خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے باوجود علالت طبع مجمع کثیر کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی۔ اور پسماندگان سے خاص شفقت و احسان کا سلوک فرمایا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء فی الدارین خیراً۔

بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت جہاں والد صاحب مرحومؓ کی بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں۔ وہاں ہمارے لئے بھی دعا فرمائیں کہ مولا کریم ہمیں اپنے اسلاف کے نقش پر چلائے۔ اور ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔

انسپکٹران بیت المال کی ضرورت

نظارت بیت المال کو تین سنیئر انسپکٹراں کی ضرورت ہے جنہیں مرکز سے باہر بیرونی جماعتوں میں حسابات کی پڑتال اور نظارت بیت المال سے متعلق دوسرے فرائض کی انجام دہی کے لئے دورہ کرنا ہوگا۔ انہیں ابتدائی طور پر -/۸۰ روپے تنخواہ دی جائے گی۔ مہنگائی الاؤنس اسکے علاوہ ہوگا۔ جس کی موجودہ شرح ۲۰٪ روپے ماہوار ہے۔ ایک سال کے بعد اگر کام تسلی بخش ہوا تو حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ ۱۰۰-۵-۸۰ کے گریڈ میں مستقل کر دیا جائے گا۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کا شوق رکھنے والے احباب کے لئے نادر موقع ہے۔ ایسے احباب اپنی درخواستیں مقامی امیر یا پریذیڈنٹ کی سفارش سے ۱۵/۱۰ تک نظارت بیت المال میں بھجوا دیں۔ انٹرویو کے لئے بعد میں اطلاع دی جائے گی۔ امیدواروں کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ہوں گی۔

۱۔ کم از کم میٹریکولیٹ یا مولوی فاضل ہو۔
۲۔ حساب میں اعلےٰ دسترس رکھتا ہو۔
۳۔ تربیتی اور عام مذہبی مسائل کے بارہ میں تقریر کا ملکہ رکھتا ہو۔
۴۔ عمر بیس اور تیس سال کے درمیان ہو۔

نوٹ:۔ صدر انجمن احمدیہ کے کارکنان بھی اپنے صیغہ کی اجازت سے درخواست دے سکتے ہیں۔

(ناظر بیت المال)

مجالس انصار اللہ فوری توجہ فرماویں

ابھی تک بہت سی مجالس کی طرف سے نمائندگان سالانہ اجتماع کے نام نہیں آئے۔ تمام زعماء صاحبان فوری طور پر انتخاب کرا کر نمائندوں کے نام دفتر میں بھجوا دیں۔ تا انہیں ایجنڈا بھیج دیا جائے۔

(قائد عمومی انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

	نام	عہدہ	جماعت
۱	رفیق احمد صاحب	پریذیڈنٹ	ترسکہ ضلع سیالکوٹ
۲	بشیر احمد صاحب	سیکرٹری مال	〃 〃

	نام	عہدہ	جماعت
۱	میاں محمد انور صاحب	پریذیڈنٹ سیکرٹری تعلیم	کھنڈو ضلع لاڑکانہ
۲	مہر عبدالحکیم صاحب	سیکرٹری مال	〃 〃
۳	ماسٹر محمد نواز صاحب	〃 امور عامہ	〃 〃
۴	میاں علی نواز صاحب	〃 اصلاح و ارشاد	〃 〃

	نام	عہدہ	جماعت
۱	مرزا منور بیگ صاحب	پریذیڈنٹ سیکرٹری اصلاح و ارشاد	للیانی ضلع لاہور
۲	مرزا اسرار بیگ 〃	سیکرٹری مال	〃 〃
۳	مرزا ارشد بیگ 〃	〃 زراعت	〃 〃

	نام	عہدہ	جماعت
۱	چوہدری محمد صادق صاحب	پریذیڈنٹ	رحیم یار خان

	نام	عہدہ	جماعت
۱	ڈاکٹر عبدالرشید صاحب عزیزی	پریذیڈنٹ	دانڈو ضلع سرگودھا
۲	اللہ رکھا صاحب دوکاندار	سیکرٹری مال	〃 〃

	نام	عہدہ	جماعت
۱	چوہدری محمد صدیق صاحب اختر	سیکرٹری تعلیم	کوٹ احمدیاں ضلع حیدرآباد

	نام	عہدہ	جماعت
۱	چوہدری محمد اعظم صاحب	پریذیڈنٹ	چک ۲۳۲ ج ب دھنی دیو ضلع لائلپور
۲	〃 سید محمد صاحب	سیکرٹری مال	〃 〃
۳	〃 نواب الدین صاحب	وائس پریذیڈنٹ	〃 〃
۴	میاں محمد حکیم صاحب	سیکرٹری اصلاح و ارشاد	〃 〃

تقرر عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ

مندرجہ ذیل عہدیداران تا ۳۰ اپریل ۵۹ء منظور کئے جاتے ہیں احباب جماعت نوٹ فرمالیں۔

	نام	عہدہ	جماعت
۱	چوہدری غلام احمد صاحب	پریذیڈنٹ	احمد آباد اسٹیٹ ضلع تھرپارکر

	نام	عہدہ	جماعت
۱	چوہدری عبدالرحمٰن صاحب	پریذیڈنٹ	نبی سر روڈ ضلع تھرپارکر
۲	رفیق احمد صاحب بھٹی	سیکرٹری مال	〃 〃 〃
۳	ڈاکٹر محمد رفیع خانصاحب	〃 اصلاح و ارشاد	〃 〃 〃
۴	ماسٹر غلام رسول صاحب	〃 تعلیم	〃 〃 〃

	نام	عہدہ	جماعت
۱	چوہدری رحمت اللہ صاحب	پریذیڈنٹ۔ امین	چک ۳۶۷ ج ب جلیانوالہ ضلع لائلپور
۲	ہدایت اللہ صاحب	سیکرٹری مال۔ محاسب	〃 〃 〃
۳	غلام قادر صاحب پنشنر	امام الصلوٰۃ	〃 〃 〃

	نام	عہدہ	جماعت
۱	عبدالرحمٰن صاحب	پریذیڈنٹ	کوٹ سوندھا ضلع شیخوپورہ
۲	محمد احمد صاحب	سیکرٹری مال	〃 〃

	نام	عہدہ	جماعت
۱	چوہدری محمد ابراہیم صاحب گھوالی	پریذیڈنٹ امین	چک ۵۱۹ گ ب ضلع لائلپور
۲	چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب باجوہ	سیکرٹری مال۔ محاسب	〃 〃 〃

	نام	عہدہ	جماعت
۱	سید بہادر علی شاہ صاحب	پریذیڈنٹ امام الصلوٰۃ	ملک پور مرزا ضلع گجرات
۲	چوہدری رحمت اللہ خانصاحب	سیکرٹری مال	〃 〃 〃
۳	میاں محمد ابراہیم صاحب مہاجر	〃 اصلاح و ارشاد	〃 〃 〃
۴	ملک صوبہ خانصاحب	〃 امور عامہ	〃 〃 〃
۵	سید قمر احمد المعروف چن پیر شاہ صاحب	امین و محاسب	〃 〃 〃

	نام	عہدہ	جماعت
۱	سیٹھ محمد عبداللہ صاحب	پریذیڈنٹ	چک چٹھہ ضلع گوجرانوالہ
۲	قاضی نذر محمد صاحب خادم	سیکرٹری مال	〃 〃 〃
۳	حکیم عبدالعزیز صاحب	〃 اصلاح و ارشاد	〃 〃 〃

	نام	عہدہ	جماعت
۱	چوہدری حاکم علی صاحب	پریذیڈنٹ امین	چک ۱۷ جید ضلع شیخوپورہ
۲	مختار احمد صاحب	سیکرٹری مال	〃 〃 〃

	نام	عہدہ	جماعت
۱	چوہدری جلال الدین صاحب	پریذیڈنٹ امام الصلوٰۃ	چک ۸۵ پ ضلع رحیم یار خان
۲	〃 علی احمد صاحب	سیکرٹری مال	〃 〃

	نام	عہدہ	جماعت
۱	چوہدری فضل کریم صاحب	سیکرٹری اصلاح و ارشاد	لائلپور شہر

	نام	عہدہ	جماعت
۱	محمد یار صاحب زرگر	پریذیڈنٹ	پیرو چک ضلع جھنگ
۲	علی محمد صاحب زرگر	سیکرٹری مال	〃 〃 〃

	نام	عہدہ	جماعت
۱	سردار عبدالمجید صاحب کالو مرچنٹ	پریذیڈنٹ	جیسی گوٹھ ضلع بہاولپور
۲	سردار ڈاکٹر ایم عبدالوہاب صاحب شکرانی	سیکرٹری مال امین۔ امام الصلوٰۃ	〃 〃

	نام	عہدہ	جماعت
۱	عبدالرحیم صاحب بٹ	پریذیڈنٹ	کھیوڑہ ضلع جہلم

	نام	عہدہ	جماعت
۱	محمد سلیم صاحب	سیکرٹری اصلاح و ارشاد	کوٹ عبداللہ ضلع تھرپارکر

تحریک جدید کے مجاہدین کیلئے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے اظہار خوشنودی کی سند

وکیل المال تحریک جدید سے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے مہتمم صاحب تحریک جدید نے دفتر دوم کے وعدے اور وصولی کی ایک فہرست ان زمیندار اور شہری جماعتوں کی طلب کی ہے۔ جن کی دفتر دوم سال ۱۲ء کی وصولی پوری داخل ہو چکی ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ کا منشا یہ ہے۔ کہ ایسی جماعتوں کو مجلس خدام الاحمدیہ "اپنی اظہار خوشنودی کی" "سند" عطا کرے۔ تا نہ صرف وہ جماعتیں جن کو سند ملی ہے۔ بلکہ دوسری جماعتیں بھی آئندہ سال کے لئے پوری کوشش کریں۔ کہ ان کے سال ۱۳ء کے وعدے پورے ادا ہو جائیں۔ اس طرح آئندہ سال ان کو بھی سند مل سکیں۔ جن جماعتوں نے سال ۱۲ء کے وعدے پورے کئے ہیں۔ ان کی فہرست دیتے ہوئے یہ نوٹ کر دینا ضروری ہے۔ کہ اس فہرست میں عام طور پر مرکز میں روپیہ بھیجنے والے کا نام لکھا گیا ہے۔ کیونکہ "خدام الاحمدیہ" کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا فرمان یہ ہے۔ کہ وہ دفتر دوم کے وعدے بھی لیں۔ اور پھر وصولی بھی ساری کی ساری کریں۔ ساتھ اگر دفتر اول کا "چندہ بھی وصول کر سکیں۔ تو نور" علیٰ نور ہے۔

اسی طرح "سیکرٹری تحریک جدید" دفتر اول اور دوم دونوں کی وصولی کا ذمہ دار ہے۔ پس جس طرح "مقامی محصل" وصولی کر کے اپنے "سیکرٹری مال" کے پاس روپیہ داخل کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ اسی طرح "خدام الاحمدیہ" اور "سیکرٹری تحریک جدید" بھی ذمہ دار ہے۔ کہ انہوں نے جو روپیہ وصول کیا ہے۔ وہ فوراً "سیکرٹری مال" کے پاس جمع کرا دیں۔ تا مقامی ریکارڈ مکمل رہے۔

پس درحقیقت وصولی کرنے والے "محصل"۔ "خدام الاحمدیہ"۔ "سیکرٹری تحریک جدید" اور "سیکرٹری مال" ہیں۔

"وکیل المال تحریک جدید کا دفتر" ان عہدیداران کا شکریہ ادا کرتے ہوئے "مجلس مرکزیہ خدام الاحمدیہ" کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے۔ کہ انہوں نے سند دینے کی تجویز کر کے خدام الاحمدیہ کو زیادہ سے زیادہ کام کرنے کی ترغیب و تحریص دلائی ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

اُمید ہے کہ یہ عہدیداران سال ۱۳ء کے وعدے سالم زیادہ سے زیادہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ تا آئندہ سال وہ بھی سند حاصل کر سکیں۔

جن جماعتوں کے نام اس فہرست میں نہیں۔ ان کو اگر یہ خیال ہو کہ ہم پورا ادا کر چکے ہیں تو انہیں چاہیئے کہ "دفتر وکیل المال" میں تشریف لا کر حساب کی تسلی فرما لیں۔

جن جماعتوں کو سال ۱۲ء کے وعدے پورے کرنے پر سند مل رہی ہے۔ ان کی فہرست یہ ہے

(برکت علی خان وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

نام جماعت احمدیہ	وعدہ	عہدہ دار
سیالکوٹ چھاؤنی	۷۱۰/-	چوہدری سرفراز علی صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ سیالکوٹ چھاؤنی
لاہور۔ شہر	۱۳۳۹۵/-	محمد یحییٰ صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ نیلہ گنبد لاہور
گوجرانوالہ شہر	۱۶۶۶/-	محمد اسماعیل صاحب سیکرٹری تحریک جدید دروازہ تحصیلی سنگھ
جماعت احمدیہ گجرات	۵۹۶/-	بابو محمد حسین صاحب بہل سیکرٹری مال جماعت احمدیہ گجرات شہر
جماعت احمدیہ روہڑی	۱۸۲/-	بابو محمد طفیل صاحب سیکرٹری تحریک جدید پارسل کلرک ریلوے اسٹیشن روہڑی۔
جماعت احمدیہ سانگھڑ	۹۸۱/-	ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب پریذیڈنٹ بشیر احمد صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ۔
″ ″ سکھر	۵۸۲/-	قریشی عبد الرحمٰن صاحب سیکرٹری مال پندرہ چوکی روڈ
نواب شاہ	۵۲۴/-	ظفر اللہ خان صاحب۔ معرفت شفا میڈیکل
ٹنڈو الہ یار	۲۲۰/-	عنایت الرحمٰن صاحب۔ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ
جڑانوالہ	۸۶۵/-	ڈاکٹر محمد انور صاحب۔ امیر جماعت
سمندری	۱۵۰/-	مہر الدین صاحب سیکرٹری مال
گوجرہ	۵۸۰/-	ماسٹر عطاء حسین صاحب ″
جھنگ مگھیانہ	۱۵۸۰/-	ماسٹر محمد رمضان صاحب حکیم محمد زاہد صاحب سیکرٹری مال۔
چنیوٹ	۵۲۸/-	شیخ محمد حسین صاحب۔
سرگودھا	۱۲۳۵/-	ماسٹر غلام رسول صاحب۔ سیکرٹری تحریک جدید۔
جہلم	۶۱۰/-	شہزادہ محمد عثمان صاحب مستری عبد الرحیم صاحب سیکرٹری مال
کیمبل پور	۷۰۰/-	ڈاکٹر مرزا عبد الرؤف صاحب۔ امیر جماعت۔

نام جماعت	وعدہ	عہدہ دار
واہ چھاؤنی	۶۳۲/	چوہدری جلال الدین صاحب قمر۔ پریذیڈنٹ
منٹگمری	۷۸۵/	ملک نذیر احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ۔ سیکرٹری مال
اوکاڑہ	۱۴۵۰/-	چوہدری حاکم علی صاحب۔ سیکرٹری مال
خانیوال	۴۰۷/-	عبد الغنی صاحب۔ سیکرٹری مال
مظفر گڑھ	۴۸۱/-	ڈاکٹر اقبال احمد خان صاحب امیر جماعت
ایبٹ آباد	۱۲۴۰/-	محمد اعظم صاحب سیکرٹری مال
مانسہرہ	۱۰۸۱/	محمد عمر خان صاحب۔ سیکرٹری مال
نوشہرہ چھاؤنی	۸۰۳/-	عبد الستار صاحب خادم سیکرٹری تحریک جدید
بنوں	۱۷۰/-	نواب زادہ محمد امین خان صاحب امیر جماعت
بہاولپور	۲۰۷/-	عزیز محمد خان صاحب۔ پریذیڈنٹ
بہاول نگر	۲۵۰/-	ملک دوست محمد صاحب۔ سیکرٹری مال
باندھی	۲۷۴۲/-	حاجی عبد الرحمٰن صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ
جمال پور	۳۸۰/-	مولوی غلام احمد صاحب فرخ مربی سلسلہ احمدیہ۔ اپنے حلقہ تبلیغ میں تحریک جدید کے مالی جہاد کے لئے اکثر کوشش فرماتے رہتے ہیں۔ جزاکم اللہ
بوہی	۵۷/-	شمس الدین احمد صاحب۔ سیکرٹری مال۔
ظفر آباد اسٹیٹ لاہنی	۴۴۴/-	چوہدری لطیف احمد صاحب سیکرٹری مال۔
ظفر آباد نوتکا	۱۶/-	چوہدری غلام نبی صاحب سیکرٹری مال۔
کرنڈی	۳۳۵/-	شریف احمد صاحب دوکاندار قائد مجلس خدام الاحمدیہ
کنڈیارو	۱۵۸/-	محمد پٹیل صاحب۔ سیکرٹری مال
کوٹ احمدیاں	۳۹/-	چوہدری گل محمد صاحب۔ سیکرٹری مال
گوٹھ امام بخش	۸۰/-	چوہدری غلام نبی صاحب پریذیڈنٹ
گوٹھ قمر الدین	۱۷۴/-	چوہدری قمر الدین صاحب پریذیڈنٹ
نور نگر فارم	۴۰۲/-	محمد اسحٰق صاحب۔ سیکرٹری مال
چک ۲۱/۸ دوم	۲۸۰/-	چوہدری نذیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ
چک ۱۵۱	۷۹/-	چوہدری عبد الرحیم صاحب پریذیڈنٹ۔
چک ۱۷۰ الف	۲۴۶/۱۰	صوفی غلام محمد صاحب سیکرٹری مال و عبد العزیز سیکرٹری تحریک جدید
خوشاب ضلع سرگودھا	۲۸۷/-	مولوی عبد الکریم صاحب پریذیڈنٹ۔
چک ۹۸ شمالی	۱۰۰/-	چوہدری غلام محمد صاحب۔ سیکرٹری مال
چک ۹۹ شمالی	۲۱۸/-	چوہدری محمود احمد صاحب سیکرٹری تحریک جدید
ترقی ضلع جہلم	۷۰/-	قریشی محمد یوسف صاحب
خانپور	۵۰/-	ملک فضل داد صاحب۔ سیکرٹری مال
چک ۵۵ منٹگمری	۱۸۵/-	چوہدری غلام سرور صاحب۔ پریذیڈنٹ
چک ۲۴۵ ″	۱۸۵/-	ماسٹر عبد العزیز صاحب
ٹوپی مردان	۱۰۳/-	ملک عبد الجبار صاحب۔ سیکرٹری مال
ڈیرہ اسمٰعیل خان	۴۳۲/-	شیخ محمد صدیق صاحب سیکرٹری مال
شورکوٹ شہر ضلع جھنگ	۵۵/-	حکیم عبد الرحمٰن صاحب۔ پریذیڈنٹ

(باقی)

درخواستہائے دعا

(۱) میری بچی عابدہ پروین عمر ۲½ سال گذشتہ پندرہ روز بیمار ہے۔ خاندان حضرت مسیح موعود۔ صحابہ کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ عطا فرمائے

عبد الرحمٰن کرٹی راحم نعل ۱۵۲ جی۔ ٹی۔ روڈ باغبانپورہ لاہور

(۲)۔ میں عرصہ سے بیمار چلا آرہا ہوں احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحت عطا فرمائے۔ منیر احمد از ربوہ

(بقیہ صفحہ اول)

کو بڑھنے دینا۔ ایسی بڑی آفت ہے کہ جسے آپ لوگ برداشت نہیں کرسکتے۔ ساری دنیا کے لوگ آپ پر ملامت کریں گے۔ مشرق و مغرب کے وہ لوگ جو آج یہ کہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ احمدیوں پر اپنی رحمت نازل کرے۔ کہ انہوں نے ہمیں مساجد بنا کر دیں۔ اور ہمیں اسلام کے نور سے منور کیا پھر وہ کہیں گے۔ خدا احمدیوں کو غارت کرے کہ انہوں نے ہمیں روشنی تو دکھائی۔ لیکن ایک دفعہ روشنی دکھانے کے بعد پھر اندھیرا کر دیا۔ روشنی کے بعد اندھیرا اور بھی زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔ وہ کہیں گے احمدیوں نے ہمیں اور زیادہ مصیبت میں ڈال دیا ہے۔ پس آپ لوگوں کے لئے یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ آپ کسی وقت بھی ہمت نہ ہاریں بلکہ اپنے منصب کو سمجھیں کہ خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں آپ لوگوں کو اس کام کے لئے چنا ہے۔ اور آپ کو ہی یہ کام سرانجام دینا ہے۔ آپ لوگ اپنی ذمہ داری کو سمجھیں دعاؤں میں لگے رہیں اور خواہ آپ کو کتنی بھی محنت کرنی پڑے اور کتنی بھی تکلیف اٹھانی پڑے۔ آپ اس سے گھبرائیں نہیں۔ بلکہ اسی میں راحت محسوس کریں اور یقین سمجھیں کہ خدمت اسلام کے لئے تکلیفیں اٹھانا اور مصیبتیں جھیلنا آپ کے لئے فخر کا موجب ہے اگر یہ بات آپ لوگوں نے اپنے اندر پیدا کر لی تو آپ کو قیامت تک خدمت اسلام کی توفیق ملتی چلی جائے گی۔

صحابہ کرامؓ کی بے مثال قربانیاں

اس ضمن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی مثال دیتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے ان کی بے مثال قربانیوں اور جاں نثاری و فداکاری کے نہایت ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔ اور بتایا کہ صحابہ کرام نے مہیب سے مہیب خطرہ کا دلیری سے مقابلہ کیا۔ اور اس راہ میں انہیں جو دکھ بھی پہنچا اور جو مصیبت بھی جھیلنی پڑی اسے انہوں نے ایک انعام سمجھا اور اس پر ہمیشہ فخر کیا کوئی دکھ ایسا نہ تھا جسے انہوں نے دکھ سمجھا ہو۔ اور کوئی مصیبت ایسی نہ تھی جسے انہوں نے مصیبت سمجھا ہو۔ جتنی زیادہ مصیبتیں اور تکلیفیں انہیں جھیلنی پڑتی تھیں۔ وہ اتنا ہی زیادہ یہ سمجھتے تھے۔ کہ ان کا اعزاز بڑھ رہا ہے وہ ان مصائب میں بھی خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے۔ جب بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی خطرہ پیش آیا انہوں نے ہنسی خوشی اپنی جانیں تک نچھاور کر دیں حضور نے خطاب جاری رکھتے ہوئے فرمایا پس آپ لوگوں کو بھی جب دین کی راہ میں مشکلات پیش آئیں اور مصیبتیں جھیلنی پڑیں۔ تو اس کا نتیجہ یہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ آپ لوگ ہمت ہار کر بیٹھ جائیں بلکہ اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے۔ کہ آپ لوگ ان مشکلات اور مصائب کو خدا تعالیٰ کا انعام سمجھتے ہوئے اور بھی زیادہ جوش اور اور بھی زیادہ اخلاص کے ساتھ اپنے فرائض کی ادائیگی میں لگ جائیں۔ والنّٰزعٰت غرقًا میں یہی بتایا گیا ہے۔ کہ جب مشکلات آتی ہیں تو مومن اپنے کام میں اور بھی زیادہ محو ہو جاتا ہے۔ اور اس کے استغراق کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اسے دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہیں رہتی پس اپنے اندر اخلاص پیدا کرو۔ سچائی کے جوش کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور جو ذمہ داری تم پر ڈالی گئی ہے۔ اس کو ادا کرنے میں اپنا تن من دھن سب کچھ لگا دو۔ اگر تمہاری ان کوششوں اور اخلاص کے نتیجہ میں کم سے کم ہم میں سے ہر ایک کو اسلام کا قریب ابتدائی غلبہ دکھائی دینے لگ جائے تو پھر ہم کسی قدر اطمینان کا سانس لے سکتے ہیں کہ جو ذمہ داری ہم پر ڈالی گئی ہے اسے ہم نبھانے کے قابل ہو گئے ہیں۔ اور ہم اس وقت تک اسے نبھائے جائیں گے۔ جب تک کہ یہ ذمہ داری باحسن وجوہ پوری نہ ہو جائے۔ (باقی)

ضروری اعلان

رسائل خلافت کے امتحان کے سلسلہ میں جو انعامی اعلان شائع کیا گیا تھا۔ اس میں سے ناصرات الاحمدیہ والا حصہ منسوخ کیا جاتا ہے۔ دفتر کی اطلاع کے مطابق "ناصرات" کی تنظیم میں صرف وہ بچیاں شامل ہیں۔ جن کی عمر پندرہ سال کے اندر اندر ہے۔ اس سے زائد عمر والی لڑکیاں بھی لجنہ کی اراکین ہیں۔ ناصرات میں شامل بچیاں عمر کی تصدیق لجنہ کی پریذیڈنٹ صاحبہ سے کروا کر بھجوائیں تا ان کے انعامات کا فیصلہ کیا جا سکے۔ ابو العطاء جالندھری ربوہ

ملک عبدالرحمن صاحب خادم کی صحت کے متعلق اطلاع

لاہور ۱۳ اکتوبر (بذریعہ فون) ملک عبدالرحمن صاحب خادم امیر جماعت احمدیہ گجرات کی صحت کے متعلق اطلاع مظہر ہے:-

"گذشتہ رات سخت بے چینی اور گھبراہٹ میں گذری۔ ساری رات دم کشی کی شکایت رہی۔ آج تمام دن بھی گذشتہ رات کی طرح بے چینی سے گذرا۔ سانس کی تکلیف بھی بہت زیادہ تھی۔ کل ایکسرے ہوا تھا۔ جس کے نتیجہ میں آج شام کو ۶ بجے دوبارہ پانی نکالا گیا۔ جس کی مقدار CC ۳۰۰ تھی پانی نکالے جانے کے بعد طبیعت میں کچھ افاقہ کے آثار نظر آئے۔ احباب کرام و بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان سے دعا کی درخواست ہے۔"

مکرم چوہدری اسد اللہ خانصاحب کی علالت

اور درخواست دعا

لاہور ۱۳ اکتوبر۔ مکرم و محترم چوہدری محمد اسد اللہ خانصاحب بار ایٹ لاء امیر جماعت احمدیہ لاہور چند یوم سے بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ نیز گلے میں بھی تکلیف کی شکایت ہے جمعہ کے روز بخار ۱۰۳ تھا بے چینی اور گھبراہٹ زیادہ تھی رات کے وقت بخار میں کمی ہو جانے سے بے چینی دور ہو گئی۔ مکرم چوہدری صاحب موصوف مکرم ڈاکٹر محمد بشیر صاحب اور مکرم ڈاکٹر محمد عبد الحق صاحب کے زیر علاج ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ آپ اپنے فضل سے جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔

(سید بہاول شاہ لاہور)

درخواستہائے دعا:- منشی احمد حسین صاحب ہیڈ کاتب الفضل بعارضہ بخار بیمار ہیں احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کاملہ عطا فرمائے۔ آمین

(۲) عزیزم عبد الحق بعارضہ پیچش سخت بیمار ہے اور میڈیکل وارڈ میو ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت عطا فرمائے۔ آمین

(مولوی) محمد تقی دار الصدر غربی ربوہ

لیڈر (بقیہ صفحہ ۲)

کہ وہ خود اپنے اعمال میں بھی زندہ خدا تعالیٰ کا ہاتھ محسوس کرنے لگے اور مادی دنیا ان کی نگاہوں میں ہیچ ہو کر رہ گئی۔ قریش بے شک حیران ہوئے ہوں گے کہ ایک بن دیکھے خدا تعالیٰ کے لئے حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا تمام اثاثہ ان کو دے دیا ہے لیکن حضرت صہیب کی نگاہ میں دولتِ ایمان کے مقابلہ میں تمام دنیا کے سامانوں کی کوئی قیمت نہیں رہی تھی۔ قریش اور آپ کے نقطہ ہائے نظر میں زمین و آسمان کا فرق ہو چکا تھا۔

آج کے مسلمان کو بھی حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان محکم اسی وقت نصیب ہو سکتا ہے جب اس کو بھی اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اس کی زندگی میں کام کرتا ہوا دکھائی دے۔ اور یہ محض خلا میں پیدا نہیں ہو سکتا۔ محض باتوں سے۔ محض ہمارے ارادوں سے پیدا نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

لا تدرکہ الابصار
وھو یدرک الابصار

انسان خود اپنی کوشش سے اس کو نہیں پا سکتا بلکہ وہ خود انسان کے احساس میں نازل ہوتا ہے۔ اس لئے جو لوگ روح و ملائکہ کے نزول کے آج عملاً منکر ہو چکے ہیں وہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ جیسا ایمان محکم کس طرح پا سکتے ہیں۔ آج ایسا محکم ایمان وہی شخص حاصل کر سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو زندہ خدا اور آنحضرت کو زندہ نبی اور اسلام کی کتاب کو بہر وجوہ زندہ کتاب مانتا ہے محض علماً نہیں بلکہ عملاً ایسا محسوس کرتا ہے۔